OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 www.arjish.com ISSN (PRINT): 2707-1200
DOI: https://doi.org/10.53575/u4.v5.04(21)28-40

جیل خانہ جات کی ضرورت واہمیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Significance of Prisons in the light of Islamic Teachings

Amman Ullah
Ph.D Research Scholar, The University of Faisalabad.
Email: ammanullah230@gmail.com

Prof: Dr. Matloob Ahmad
Chairman, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad.
Email: dr.matloobahmed786@yahoo.com

Received on: 04-10-2021 Accepted on: 06-11-2021

Abstract

Jail means the place in which the accused persons are kept for investigation or criminals are kept for punishment. In jail, prisoners lose their right of freedom. The aim to establish jail is to frighten the unseemliness people, betterment of unconscious and ignorant persons and to give punishment to the criminals, so that peace of society may be maintained. The regular system of jail was not present in the period of Holy Prophet (ﷺ) and caliph Hazrat Abu Bakar (R.A), but the concept of imprisonment existed. Hazrat Umer (R.A) Bought the house from Safwan bin Umayyah and used it as a jail in his reign. That was also present in the reign of Hazrat Usman (R.A). When Hazrat Ali (R.A) Became caliph, he constructed first regular jail which was given the name "Nafay". The Second jail was "Mukhaius". In Short, the concept of jail is taken from the Holy Quran, Hadith, remains of Sahaba and consensus of the Ummah.

Keywords: Jail, means, accused, criminals, aim, frighten, betterment, regular, system, concept, Holy Quran

جیل کا تعارف:

جیل سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کسی ملزم کو اس پر لگائے گئے الزام کی بنیاد پر تفتیش کے لیے روک رکھنا ہے یا مجرم کو بطور سزا قید میں رکھنا ہے۔ جیل ان تمام جگہوں کو کہا جاتا ہے جن میں معاشرے کے لیے خطرناک افراد کو قید کیا جاتا ہے۔ لیکن آج کل جیل خانہ جات ایک مستقل محکمہ کی صورت میں موجود ہے۔ جس پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ ماہرین قانون جیل کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

"Prison is a place of detention where inmates are deprived of personal liberty and volition.[1]"

"جیل پابندی کی ایسی جگہ ہے جہاں قیدی اپنی مرضی اور آزادی کھودیتے ہیں۔"

"Prison means any place used permanently or temporarily under the general or special orders of the provincial Government for the detention of prisoners and includes all lands and buildings appurtenant thereto."[2]

"جیل سے مراد ایسی جگہ ہے جو صوبائی حکومت کے عام یا خاص حکموں پر اسیران کو قید میں رکھنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں اور ساتھ ان کی زمینوں، عمارات اور اثاثہ کو حراست میں لینے کے لیے بھی۔"

درج بالا تعریفات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جیل کے اندر ملزمان یا مجرمان کو قید دراصل حاکم وقت ملکی قوانین کی موافقت میں کرتا ہے تاکہ جیل میں رہ کر وہ اپنی مرضی اور آزادی کو کھودیں اور اپنے کچھ حقوق سے محروم ہو جائیں۔

جیل خانہ جات کی ضرورت واہمیت:

جیل خانہ جات کی ضرورت واہمیت دور حاضر میں اس قدر شدید ہے کہ اگر جیل خانہ جات کاوجود نہ ہوتا تو معاشرہ بدامنی کا شکار ہو جاتا۔اس کے قیام کا مقصد بے لگام لوگوں کو ڈرانا، بے شعوروں کی اصلاح اور مجرموں کو سزا دینا ہے تاکہ ہر حال میں معاشرے کا امن وامان بحال رہ سکے۔ اس کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ یہاں مجرمین کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ان کو مختلف فنون سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ بھی معاشرہ میں مخصوص کردار ادا کر سکیں۔ان کی اصلاح کی جاتی ہے اور ان کو دینی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ دین سے جڑے رہیں اور دوسروں کے حقوق ادا کریں اور کسی کی حق تلفی نہ کریں۔ جیل خانہ جات کے ذریعے مجرم سے اس کی آزادی چھین لی جاتی ہے اور اسے اس کے عزیزوں سے دور رکھا جاتا ہے۔ جیل خانہ جات عوام الناس کو تحفظ دیتا ہے اور ان کو تسلی رہتی ہے کہ مجرمین جیل میں بند ہیں اور ہم محفوظ ہیں۔اس طرح عوام مجرم کے ڈر کی وجہ سے ذہنی مریض بھی نہیں بنتی۔اس کی وجہ سے عوام میں چور،ڈاکو اور بدمعاشوں سے مقابلے کی ہمت پیدا ہوتی ہے کہ ان کا ٹھکانہ جیل ہے اور لوگ جیل سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔اس کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ یہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں معاونت کرتی ہے یہ لوگوں کے انتقامی جذبات کو کم کرنے میں بھی مددگار ہے۔اس کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا وجود ہر دور میں رہا ہے یہاں تک کہ اسلام نے بھی اس کو جائز رکھا ہے چنانچہ اس کا جواز قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن کی روشنی میں:

قید کا تصور قرآن مجید میں پایا جاتا ہے قرآن مجید کی آیات بینات کی روشنی میں اس کا جواز ثابت کیا جاتا ہے اس سے جیل خانہ جات کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿تحبسونهما منۢ بعد الصلٰوة ﴾3

"تم ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد روک لو۔"

اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب میت کے ورثا کو وصیت کی گواہی میں شک گزرے تو نماز کے بعد ان دونوں گواہوں کو روک لو لفظ" تحبسون" سے استدلال کیا گیا ہے کہ کچھ وقت کے لیے ان کی آزادی اور ان کی مرضی کو چھین لیا گیا ہے اور یہ یہی حبس یا قید ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿انما جزٰٓؤا الذین یحاربون الله و رسوله و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف

او ينفوا من الارض﴾4

"بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں خوب قتل کیا جائے یا انہیں سولی دیدی جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا (ملک کی) زمین سے (جلا وطن کر کے) دور کر دیئے جائیں ۔"

اس آیت میں لفظ" ينفوا من الارض "سے علماء کرام نے قید لیا ہے چنانچہ مفتی محمد قاسم اپنی تفسیر قرآن میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے ہاں اس سے مراد قید کر لینا ہے۔"5

اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے۔

((أن ناسا من عكل وعرينة قدموا المدينة على النبي صلى الله عليه وسلم وتكلموا بالإسلام، فقالوا يا نبي الله: إنا كنا أهل ضرع، ولم نكن أهل ريف، واستوخموا المدينة،فأمر لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بذود وراع، وأمرهم أن يخرجوا فيه فيشربوا من ألبانها وأبوالها ، فانطلقوا حتى إذا كانوا ناحية الحرة، كفروا بعد إسلامهم، وقتلوا راعي النبي صلى الله عليه وسلم، واستاقوا الذود،فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فبعث الطلب في آثارهم، فأمر بهم فسمروا أعينهم، وقطعوا أيديهم، وتركوا في ناحية الحرة حتى ماتوا على حالهم))6

"عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اسلام کا کلمہ پڑھنے لگے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم دودھیل جانور والے تھے کھیت والے نہیں تھے۔ انہیں مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آئی۔ آخر آپ ﷺ نے چند اونٹ دے کر ایک چرواہا ساتھ کر کے حکم دیا تم ان کو لے کر (جنگل میں) چلے جاؤ ان کا دودھ اور بول (پیشاب) پیتے رہو، وہ گئے جب حرہ کی ایک طرف گئے تو اسلام سے پھر کر کافر ہو گئے اور چرواہے کو (جس کا نام یسار تھا) مار ڈالا اور اونٹ بھگا لے گئے یہ خبر حضور اقدس ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے لوگوں کو بھیجا جو انہیں گرفتار کر کے لے آئے آپ ﷺ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں گئیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور حرہ یعنی تپتے ہوئے میدان میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔"

اس کے شان نزول سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ محبوب ﷺ کے حکم پر ان مجرمین کو گرفتار کیا گیا گرفتاری کے بعد ان کو ان کے جرم کے مطابق سزا دی گئی۔

اس آیت میں سے" او ينفوا من الارضؕ "سے استدلال کیا گیا ہے چنانچہ سراج الدین عمر بن علی اپنی تفسیر اللباب فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں:

" اما أن يكون المراد به النفي من جميع الأرض، وذلك غير ممكن مع بقاء الحياة،وإما أن يكون المراد إخراجه من تلك البلدة إلى بلدة أخرى وهو غير جائز، لأنه إما أن ينفى من بلاد الإسلام فيؤذيهم، أو إلى بلاد الكفر فيكون تعريضا له بالردة، وذلك

غير جائز، فلم يبق إلا أن يكون المراد من النفي نفيه عن جميع الأرض إلى مكان الحبس"7

" یا تو مراد اس سے پوری زمین سے نکالنا ہے۔ اور یہ ممکن نہیں زندگی کے باقی رہتے ہوئے اور یا اسکو اس شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالنا ہے۔ اور یہ جائز نہیں کیونکہ یا تو اس کو اسلامی شہروں کی طرف نکالا جائے گا تو یہ شہر والوں کو تکلیف دے گا اور کفر کے شہروں کی طرف نکالا جائے گا تو یہ اس کے لیے مرتد ہونے کا اشارہ ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے پس باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اس کو ساری زمین سے نکالنے سے مراد ہے قید کی جگہ کی طرف نکالنا (مطلب ہے قید کرنا)۔"

ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی لکھتے ہیں:

" أو ينفوا من الارض أو يحبسو افی السجن حتی يبدو صلاحهم و تظهر توبتهم"8

" یا ان کو زمین سے نکالا جائے اور ان کو قید کیا جائے جیل میں یہاں تک ان کی اصلاح ہونا ظاہر ہو جائے اور ان کی توبہ کرنا ظاہر ہو جائے۔"

محمد بن احمد شمس الدین القرطبی لکھتے ہیں:

" ضيقها، فصار كأنه إذا سجن فقد نفي من الأرض إلا من موضع استقراره، واحتجوا بقول بعض أهل السجون في ذلك:

خرجنا من الدنيا ونحن من أهلها ... فلسنا من الأموات فيها ولا الأحياء

إذا جاءنا السجان يوما لحاجة ... عجبنا وقلنا جاء هذا من الدنيا

حكى مكحول أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أول من حبس في السجون وقال: أحبسه حتى أعلم منه التوبة، ولا أنفيه من بلد إلى بلد فيؤذيهم، والظاهر أن الأرض في الآية هي أرض النازلة وقد تجنب الناس قديما الأرض التي أصابوا فيها الذنوب"9

"اس کا تنگ ہونا پس وہ ہو گا گویا کہ جب اس کو جیل میں ڈالا گیا پس تحقیق اس کو زمین سے نکال دیا گیا سوائے اس جگہ کے جہاں اسکا ٹھہرنا ہے اور اس میں بعض قیدیوں کے قول سے کہ ہم دنیا سے نکل گئے حالانکہ ہم دنیا کے اہل ہیں۔ پس ہم نہ مردہ ہیں اس میں اور نہ زندہ اس قول سے فقہاء نے دلیل پکڑی ہے۔

جب آیا ہمارے پاس ایک کسی حاجت کے لیے ایک بہت زیادہ قید کرنے والا تو ہم نے تعجب کیا اور ہم نے کہا کہ یہ آدمی دنیا سے آیا ہے۔ مکحول حکایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جیلوں میں قید کیا اور فرمایا اس کو قید کر لو یہاں تک کہ میں اس سے توبہ جان لوں (یعنی مجھے علم ہو جائے کہ اس نے توبہ کر لی) اور میں اس کو ایک شہر سے دوسرے شہر نہیں نکالوں گا کیوں کہ یہ انکو تکلیف دے گا (یعنی شہر والوں کو) اور ظاہر ہے کہ آیت میں زمین سے مراد نازل ہونے والی زمین ہے اور پہلے لوگ اس زمین سے بچتے تھے جس میں ان سے گناہ ہوا۔"

قرآن کے دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿و الّتی یاتین الفاحشة من نسآئکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکمۚ فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت﴾10

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں ان پر اپنوں میں سے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگروہ گواہی دے دیں توان عورتوں کو گھر میں قید کر دو۔"

محمد بن جریر الطبری اس آیت میں" فامسکوھن فی البیوت "کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فاحبسوھن فی البیوت" 11

"یعنی ان کو گھروں میں قید کر دو۔"

عبدالرحمن بن محمد بن ادریس" فامسکوھن فی البیوت "کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن سعيد بن جبير قوله فأمسكوهن في البيوت يعني: في السجون قال: كان هذا في أول الإسلام، كانت المرأة إذا شهد عليها أربعة من المسلمين عدول بالزنا حبست في السجن"12

"حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "فامسکوھن "کا مطلب ہے کہ ان کو قید خانوں کے اندر بند کر دو کہا سعید بن جبیر نے یہ حکم اسلام کے شروع میں تھا جب عورت کے خلاف مسلمانوں میں سے چار عادل اشخاص گواہی دیتے کہ اس عورت نے زنا کیا ہے تو اس کو قید خانے میں بند کر دیا جاتا۔"

محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں:

"فأمسكوهن في البيوت كان هذا في أول الإسلام، ثم نسخ بقوله تعالى: الزانية والزاني فاجلدوا"13

"ان کو گھروں میں قید کر دو یہ اسلام کے شروع میں حکم تھا پھر قرآن پاک کی آیت "الزانية والزاني فاجلدوا "سے منسوخ ہو گیا۔"

تفسیر جلالین میں "فامسکوھن فی البیوت "کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"(فأمسكوهن) احبسوهن (في البيوت) وامنعوهن من مخالطة الناس"14

"(روک لو ان کو) (عورتوں کو) قید کرو ان کو گھروں میں اور منع کرو ان کو لوگوں کے ساتھ ملاقات کرنے سے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿و خذوھم و احصروھم﴾15

"اور پکڑو انہیں اور گھیر لو انہیں۔"

علی بن محمد الخازن اپنی تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل میں "خذو ھم "کا مطلب واسروھم اور واحصروھم کا مطلب احبسوھم کرتے ہیں ۸۹۔

قید کے جواز پر اس آیت مبارکہ سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔

﴿حتّٰی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاقؗ﴾16

"یہاں تک کہ کچل دو تم انہیں تو مضبوط باندھو (قیدیوں کو)۔"

درج بالا آیات بینات سے قید کا جواز ثابت ہو رہا ہے جہاں ضرورت محسوس کی وہاں مفسرین نے جو تفسیر قرآن مجید کی ہے ان میں سے چند مفسرین سے استفادہ کرتے ہوئے اس کو بھی درج کر دیا ہے۔

قرآن مجید جو کہ بنی نوع انسان کے لیے رحمت وہدایت ہے اس میں قید کے جواز کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں ضرورت محسوس کی جائے وہاں قید خانے قائم کیے جائیں تاکہ مجرمین کو قید کیا جائے۔

قرآن مجید سے استدلال کے بعد اب احادیث نبوی ﷺ سے استدلال کیا جاتا ہے۔

احادیث کی روشنی میں:

جیل خانہ جات کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ محبوب پاک ﷺ نے بھی جہاں ضرورت محسوس کی وہاں قید کرنے کو جائز قرار دیا۔ جیسا کہ درج ذیل روایت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ چنانچہ

((عن عمرو بن الشريد، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لي الواجد يحل عرضه وعقوبته قال علي الطنافسي يعني عرضه شكايته، وعقوبته سجنه))17

"حضرت عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال دار قرض دار کا ٹال مٹول کرنا اس کی شکایت اور قید کرنے کو جائز بنا دیتا ہے۔ علی الطنافسی نے کہا کہ عرض کا مطلب شکایت ہے اور عقوبت کا مطلب قید خانہ ہے۔"

محبوب پاک ﷺ نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں الزام کی بنیاد پر ایک آدمی کو قید کیا پھر اس کو چھوڑ دیا جیسا کہ ذیل کی روایت سے بالکل واضح ہو رہا ہے۔

((عن بهز بن حكيم، عن أبيه، عن جده، أن النبي صلى الله عليه وسلم حبس رجلا في تهمة ثم خلى عنه))18

"حضرت بھز بن حکیم اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو الزام کی بنیاد پر قید کیا پھر اس کو چھوڑ دیا۔"

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم تحفۃ الاحوذی بشرح جامع ترمذی میں لکھتے ہیں:

" حبس رجلا في تهمة أي في أداء شهادة بأن كذب فيها أو بأن ادعى عليه رجل ذنبا أو دينا فحبسه صلى الله عليه وسلم ليعلم صدق الدعوى بالبينة ثم لما لم يقم البينة خلى عنه (ثم خلى عنه) أي تركه عن الحبس بأن أخرجه منه والمعنى خلى سبيله عنه وهذا يدل على أن الحبس من أحكام الشرع كذا في المرقاة وقال في اللمعات فيه أن حبس المدعى عليه مشروع قبل أن تقام البينة"19

"محبوب پاک ﷺ نے آدمی کو تہمت میں قید کیا کا مطلب ہے کہ شہادت کی ادائیگی میں اس نے جھوٹ بولا یا یہ کہ اس کے خلاف آدمی نے گناہ یا قرضہ کا دعوی کیا سو اس کو آپ ﷺ نے قید کیا تاکہ دعوی کی سچائی بینہ کے ذریعے معلوم کرے پھر جب بینہ قائم نہ ہوا تو اسکا راستہ چھوڑ

دیا یعنی قید سے نکال دیا اور معنی اس کا راستہ چھوڑ دیا یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قید احکام شریعت میں سے ہے مرقاۃ میں ایسے ہی ہے اور لمعات میں فرمایا کہ مدعی علیہ کو بینہ قائم ہونے سے پہلے قید کرنا مشروع ہے۔"

اس عبارت میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ احکام شریعت میں سے ایک حکم قید کرنا بھی ہے۔ جب افراد جرائم میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر جرم کرنے کی تہمت لگ جائے تو اس وقت معاشرے سے امن کو بحال رکھنے کے لیے مجرموں یا ملزموں کو قید کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ محبوب پاک ﷺ نے ثمامہ بن اثال کو بھی قید کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس زمانے میں قید خانے نہیں تھے اس لئے ثمامہ کو مسجد کے ستون کے ساتھ ہی باندھ دیا گیا تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

((بعث النبي صلى الله عليه وسلم خيلا قبل نجد، فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له ثمامة بن أثال، فربطوه بسارية من سواري المسجد، فخرج إليه النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: «ما عندك يا ثمامة؟ فقال: عندي خير يا محمد، إن تقتلني تقتل ذا دم، وإن تنعم تنعم على شاكر، وإن كنت تريد المال فسل منه ما شئت، فترك حتى كان الغد، ثم قال له: ما عندك يا ثمامة؟ قال: ما قلت لك: إن تنعم تنعم على شاكر، فتركه حتى كان بعد الغد، فقال: ما عندك يا ثمامة؟ فقال: عندي ما قلت لك، فقال: أطلقوا ثمامة فانطلق إلى نجل قريب من المسجد، فاغتسل ثم دخل المسجد، فقال: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا رسول الله))20

"آنحضرت ﷺ نے کچھ سوار نجد کی طرف روانہ کیے وہ بنی حنفیہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہتے تھے اور مسجد کے ایک ستون سے اس کو باندھا آنحضرت ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) اس نے کہا اے حضرت محمد ﷺ میرے پاس بھلائی ہے اگر مجھ کو مار ڈالیں تو بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ میں خونی ہوں اور اگر آپ ﷺ احسان رکھ کر مجھ کو چھوڑ دیں گے تو میں آپ ﷺ کا شکر گزار ہوں گا۔ اگر آپ ﷺ روپیہ چاہتے ہیں تو وہ بھی حاضر ہے آپ ﷺ جتنا مانگیں یہ سن کر ثمامہ کو ویسے ہی رہنے دیا پھر دوسرے دن اس کے پاس آئے پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے اس نے کہا عرض کر چکا ہوں اگر احسان رکھ کر چھوڑ دیں گے تو شکر گزار ہوں گا پھر اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو پھر آپ ﷺ تشریف لائے پوچھا ثمامہ کیا حال ہے اس نے کہا میں عرض کر چکا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اچھا ثمامہ کو چھوڑ دو (اس کو چھوڑ دیا گیا) وہ مسجد کے قریب ایک پانی پر گیا اس نے غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"

ان احادیث وروایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محبوب پاک ﷺ نے نہ صرف یہ کہ مجرمین کو قید کرنے کا حکم دیا بلکہ عملی طور پر قید بھی کروایا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جیسے جیسے مجرمین کی تعداد بڑھتی گئی اسی طرح قید کی سزا نے وسعت اختیار کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ کا مکان خرید کر بطور جیل استعمال کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں باقاعدہ جیل خانہ جات کا قیام

عمل میں آیا۔

آثار صحابہ کی روشنی میں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے دور کی ضرورت کے مطابق جرائم کی روک تھام کے لیے مجرمین کو قید کیا خلفائے راشدین کا زمانہ تھا اس دور میں مجرمین کی تعداد بہت معمولی تھی لیکن اس کے باوجود یہاں بھی قید کرنے کا تصور موجود تھا اب ذیل میں خلفائے راشدین کے دور میں تصور جیل کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

تصور قید حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں:

قید کا تصور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی موجود تھا اگر کوئی شخص اپنے غلام کو قتل کرتا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کو قید کر دیتے تھے جیسا کہ درج ذیل روایت میں آتا ہے۔

((عن عبد الله بن عمرو قال: كان أبو بكر وعمر لا يقتلان الرجل بعبده، كانا يضربانه مائة، ويسجنانه سنة، ويحرمانه سهمه مع المسلمين سنة، إذا قتله عمدا))21

"عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کسی شخص کو اپنے غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کرتے تھے وہ دونوں اسے سو کوڑے لگاتے اور ایک سال کے لیے قید کر دیتے اور جان بوجھ کر قتل کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو ملنے والا وظیفہ اس (قاتل) پر ایک سال کے لیے روک لیتے۔"

اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیل خانہ جات کا اگرچہ باقاعدہ نظام عہد صدیقی میں نہیں تھا لیکن بہر حال قید کا تصور تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جیل خانہ جات کا باقاعدہ نظام قائم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ سے مکان خرید کر جیل خانہ جات کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ ذیل کی روایت اس بات پر دال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ جیل خانہ جات کی بنیاد رکھی۔

"واشترى نافع بن عبدالحارث دارا للسجن بمكة من صفوان بن أمية على أن عمر إن رضى، فالبيع بيعه، وإن لم يرض عمر، فلصفوان أربع مائة دينار، وسجن ابن الزبير بمكة"22

"نافع بن عبدالحارث نے مکہ میں صفوان بن امیہ سے جیل کے لیے ایک مکان اس شرط پر خریدا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی ہوئے تو یہ بیع ان کی ہو گی اور اگر راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو درہم دیئے جائیں گے اور ابن زبیر کا قید خانہ مکہ میں تھا۔"

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جھوٹی گواہی دینے والے کو قید میں رکھتے تھے۔

"عن عبد الله بن عامر، قال: أتى عمر بشاهد زور، فوقفه للناس يوما إلى الليل يقول: هذا فلان شهد بزور فاعرفوه، ثم حبسه"23

"عبداللہ بن عامر سے روایت ہے انہوں نے کہا جھوٹے گواہ کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیاتو آپ رضی اللہ عنہ نے سارادن رات تک اسے لوگوں کے درمیان کھڑار کھااور کہتے یہ فلاں ہے جو جھوٹی گواہی دیتاہے تاکہ اسے جان لیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قید کر دیا۔"

اس روایت سے پتہ چلا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے جھوٹی گواہی دینے والے کو قید کر دیا اسی طرح کی ایک اور روایت بھی ملاحظہ ہو۔

"عن مکحول ، والولید بن ابی مالک عن عمر کتب فی الشاهد الزور یعرب اربعین سوطا ویسخم وجهه ویحلق رأسه ویطال حبسه " 24

"مکحول اور ولید بن ابی مالک سے نقل ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جھوٹے گواہ کے بارے میں یہ مقرر کیا کہ اس کو چالیس کوڑے مارے جائیں اور اس کے چہرے کو گندہ کر دیا جائے اس کے سر کو گنجا کر دیا جائے اور اس کو لمبی قید میں ڈالا جائے۔"

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ حدود کے علاوہ وہ سزائیں جو حاکم وقت کی صوابدید پر ہیں اس میں قید کیا جاسکتا ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مجرمین کو قید کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی جیل خانہ جات کا نظام موجود تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قید کیا تھا۔

"عن أبي رجاء قال: واستعار خالي من قوم كلبا لهم، فأرادوا أخذه منه، فرمى أمهم بكلبهم، فحبسه عثمان رضي الله عنه"25

"حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے خالی نے قوم سے کتا مستعار لیا جب قوم نے کتا واپس لینے کا ارادہ کیا تو اس نے ان کی ماں کو کتے کے ساتھ متہم کر دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کر دیا۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی جیل خانہ جات کا نظام رائج تھا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں باقاعدہ قید خانہ قائم کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ قرض کی ادائیگی کو لازم کرنے کے لیے قید کر دیتے تھے۔

حضرت جابر کہتے ہیں:

"کان علی یحبس فی الدین " 26

"حضرت علی رضی اللہ عنہ قرض کی وجہ سے قید کیا کرتے تھے۔"

جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شاعر نجاشی کو اسی کوڑے مارے اور قید میں ڈال دیا۔ جیسا کہ ذیل کی روایت میں صراحت موجود ہے۔

" عن الثوري، عن عطاء، عن أبيه، أن عليا، ضرب النجاشي الحارثي الشاعر شرب الخمر في رمضان فضربه ثمانين، ثم حبسه، فأخرجه الغد، فضربه عشرين، ثم قال له: إنما جلدتك هذه العشرين لجرأتك على الله، وإفطارك في رمضان"27

"ثوری روایت کرتے ہیں عطا سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت علی نے ایک شاعر نجاشی الحارث کو کوڑے مارے جس نے رمضان میں شراب پی تھی اس کو اسی کوڑے مارے اور قید کر دیا پھر اس کو اگلے دن باہر نکالا اور بیس کوڑے مزید مارے اور فرمایا میں نے تجھے یہ بیس کوڑے اللہ تعالیٰ (ترک حکم پر جرأت) پر زیادتی کی وجہ سے مارے اور روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے مارے ہیں۔"

اس روایت سے پتہ چلا کہ قید کرنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی سنت ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک جیل کی ضرورت واہمیت:

فقہائے کرام نے شریعت مطہرہ کے احکامات کو نہایت ہی تفصیل کے ساتھ لکھ کر ہماری رہنمائی فرمائی ہے فقہ میں تقریباً ہر مسئلے کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس کی تمام جزئیات پر بحث کی گئی ہے۔ دیگر مسائل شرعیہ کی طرح ان عظیم فقہاء نے جیل خانہ جات کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر قید کی شرعی حیثیت اور احکامات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ

ابو بکر بن علی اپنی کتاب الجواہرۃ النیرۃ میں لکھتے ہیں:

" اعلم أن الحبس ثابت بالكتاب، والسنة، والإجماع أما الكتاب فقوله: تعالى أو ينفوا من الأرض أي يحبسوا؛ لأن نفيهم من جميع الأرض لا يتصور، وأما السنة فإن النبي عليه السلام حبس رجلا أعتق شقصا له من عبد حتى با ع غنيمة له في ذلك وأما الإجماع فإن عليا رضي الله عنه بنى حبسا بالكوفة وسماه نافعا فهرب الناس منه فبنى حبسا أوثق منه وسماه مخيسا وقال:أما تراني كيسا مكيسا ... بنيت بعد نافع مخيسا وذلك بحضرة الصحابة من غير خلاف"28

"تو جان لے کہ قید کرنا ثابت ہے کتاب اللہ سے سنت سے اور اجماع صحابہ سے بہر حال کتاب اللہ سے پس اللہ تعالیٰ کا قول مبارک ہے یا نکالا جائے ان کو زمین سے یعنی ان کو قید کیا جائے کیونکہ ان کو ساری زمین سے نکالنا متصور نہیں کیا جاسکتا۔ اور سنت سے پس نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو قید کیا جس نے آزاد کیا ایک حصہ جو اس کا تھا غلام میں سے یہاں تک اس نے بیچ دیا اس غنیمت کو جو اس کے لیے تھی اس میں۔ بہر حال اجماع سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں ایک جیل بنائی اور اسکا نام نافع رکھا۔ پس لوگ اس جیل سے بھاگ گئے تو انہوں نے ایک اور جیل بنائی جو پہلے والی جیل سے زیادہ مضبوط تھی اور اسکا نام مخیس رکھا اور فرمایا تو مجھے نہیں دیکھتا ذلیل کرنے والا بنایا میں نے نافع کے بعد مخیس کو اور یہ صحابہ کی موجودگی میں ہوا بغیر کسی اختلاف کے۔"

اس عبارت میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جیل کا ثبوت قرآن وحدیث اور اجماع سے ہے۔اصول فقہ کا ضابطہ ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ ثابت کرنا ہو یا اس کا حکم معلوم کرنا ہو تو سب سے پہلے اس کو قرآن مجید سے دیکھا جاتا ہے اگر قران مجید سے وہ مسئلہ مل جائے تو ٹھیک ورنہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے معلوم کیا جاتا ہے اگر حدیث رسول ﷺ سے بھی نہ ملے تو پھر اجماع کو دیکھا جاتا ہے یہاں پر اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ قید کرنے کا ثبوت قرآن میں بھی ہے اور حدیث نبوی ﷺ میں بھی ہے اور اجماع سے بھی ثابت ہے۔

شمس الآئمہ محمد بن احمد سرخسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بنائی گئی دو جیلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

" وكذلك علي كرم الله وجهه اتخذ سجنين سمى أحدهما نافعا والآخر مخيسا"29

"اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو جیلیں بنائی ان میں سے ایک کا نام رکھا نفع دینے والی اور دوسری کا نام رکھا ذلیل کرنے والی۔"

اسلام میں سب سے پہلے باقاعدہ جیل بنانے والی شخصیت:

اسلام میں سب سے پہلے جیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بنائی اور اس کا نام رکھا نافع اس کے بعد دوسری جیل بنائی اور اس کا نام رکھا مخیس۔

فخر الدین عثمان بن علی الحنفی کے نزدیک امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے پہلے جیل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنائی۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"فلأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ومن بعدهم أجمعوا عليه إلا أن في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وزمن أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم لم يكن سجن وكان يحبس في المسجد والدهليز وبالربط ولما كان في زمن علي رضي الله تعالى عنه بنى السجن وكان هو أول من بناه في الإسلام"30

"پس بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اور وہ لوگ جو صحابہ کے بعد کے ہیں انہوں نے اس پر اجماع کیا ہے مگر یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جیل نہیں تھی اور قید کیا جاتا تھا مسجد میں، دھلیز میں اور اصطبل کے ساتھ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جیل بنائی آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے اسلام میں جنھوں نے جیل کو بنایا۔"

اس عبارت میں اس بات کو بالکل واضح بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں اور خلفائے ثلاثہ کے دور میں باقاعدہ طور پر جیلیں تعمیر نہیں ہوئیں تھیں لیکن سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ نے جیل کو تعمیر کیا۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قید کا تصور ابتدائے اسلام میں بھی پایا جاتا تھا بعد ازاں جیسے جیسے مجرمین کی تعداد بڑھتی گئی نظام جیل خانہ جات میں بھی وسعت آتی گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ کا مکان خرید کر سب سے پہلے اس کو بطور جیل استعمال کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ طور پر دو جیلیں بنوائی۔اس طرح آہستہ آہستہ جیل خانہ جات نے ایک مستقل محکمہ کی صورت اختیار کر

لی ہر دور میں جیلیں موجود رہی فقہائے کرام نے صراحت کے ساتھ جیل کی شرعی حیثیت اوراس کے احکامات بیان کیے۔ فقہائے کرام نے یہ ثابت کیا کہ قید قرآن، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ہر دور میں مفاد عامہ کے لیے اور لوگوں کو شریروں کے شر سے بچانے کے لیے اور شریروں کی اصلاح کے لیے اور متہمین کی تحقیق و تفتیش کے لیے جیل خانہ جات کا وجود ناگزیر رہا ہے۔ دور حاضر میں لوگوں کی اسلام سے دوری کی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں غفلت کی وجہ سے تربیت کے فقدان کی وجہ سے اور مخرب اخلاق فلمیں اور ڈرامے دیکھنے کی وجہ سے ان میں شرح جرائم بڑھ چکی ہے۔ اگر جیلوں کا وجود نہ ہو تو یہ مجرم لوگ دوسروں کا جینا محال کر دیں اور شاید ہی کوئی شخص ان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔ لیکن بد قسمتی سے موجودہ نظام جیل اپنے مقاصد میں سے اکثر مقاصد کو پورا کرنے سے قاصر ہے البتہ آج جیل خانہ جات نے ایک مستقل محکمہ کی صورت اختیار کر لی ہے لیکن اب جیلوں میں نہ تو اصلاح ہوتی ہے اور نہ ہی مجرموں کو عبرت حاصل ہوتی ہے کیونکہ پیسے والے لوگ یہاں بھی منفرد انداز اور امتیازی حیثیت سے رہتے ہیں۔

اس کے علاوہ حدود کے جرائم میں مبتلا لوگ بھی قید میں رہتے ہیں حالانکہ قید تو ان کو ہوتی ہے جن جرائم کی شریعت نے حد مقرر نہیں کی۔ جن جرائم کی شریعت نے حد مقرر کی ہے ان کی سزا تو حد ہی ہے۔

References

1. Dr. Muhammad Ejaz, Islamic Concept of Imprisonment, Meaning and Goals of Imprisonment, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Punjab, Lahore, January 2009, p. 23
2. Dr. Abdul Majeed Aulakh, Jail manual, The prison rules 1978, Civil & Criminal Law Publications, Lahore, 2017, P-2.
3. Al-Ma'ida 5:106
4. Ibid. 5:33
5. Mufti Muhammad Qasim Qadri, Sarat al-Janan fi Tafsir-ul-Quran, Maktaba al-Madinah, Bab al-Madina, Karachi, Rabi-ul-Awwal 2018, 1440 AH, vol. 2, p. 473
6. Al-Bukhaari, Muhammad b. Isma'il, al-Jami al-Sahih, Kitab al-Maghazi, Bab Qissa Aql wa 'Arina, Dar-ul-Tawq al-Naja'ah, al-Tabaqat al-Awli, 1422 A.H., Raqat al-Hadith: 4192
7. 'Umar b. 'Ali, Siraj al-Din, al-Labaab fi 'Ulum al-Qur'an, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, al-Tabaqat al-Awla, vol. 7, p. 309
8. Firuzabadi, Abu Tahir Muhammad bin Ya'qub, Tanvir al-Muqiyas min Tafsir Ibn Abbas, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Lebanon, p. 93
9. Muhammad bin Ahmad Shams-ud-Din, Al-Jami al-Ahkam al-Qur'an, Tafsir al-Qurtawi, Dar-ul-Kutub al-Misriyyah, al-Qahra, al-Tabaqat al-Thaniya, vol. 6, p. 153
10. Al-Nissa 4:15
11. Al-Tabari, Muhammad bin Jarir bin Yazid bin Kathir, Abu Ja'far, Jami al-Bayan an Taweel-e-Qur'an, Dar-e-Hijr al-Taba'ah wa'l-Nashr al-Tuzi wa'l-Awwal, vol. 6, p. 493
12. Al-Razi, Abu Muhammad 'Abd al-Rahman b. Muhammad b. Idris, Tafsir al-Qur'an al-Azim laban Abi Hatim, Maktaba Najad Mustafa al-Baz al-Maktabat al-Arabiya al-Saudia, al-Tabaqat al-Thaltha, vol. 3, p. 893
13. Al-Shuqani, Muhammad b. 'Ali b. Muhammad b. 'Abd Allah, Fath al-Qadeer, Dar ibn Kathir, Dar-ul-Kalam al-Tayyab, Damascus, Beirut, al-Tabaqat al-Awla, vol. 1, p. 504
14. Al-Mahali, Jalal al-Din Muhammad b. Ahmad, al-Suyuti Jalal al-Din, 'Abd al-Rahman b. Abi Bakr, Tafsir al-Jalalin, Dar al-Hadith, al-Qahara, al-Tabaqat al-Awla, vol. 1, p. 101.
15. Al-Tauba 9:5

16. Khazan Ala'ud-Din 'Ali b. Muhammad, Labab al-Tawil fi Ma'ani al-Tanzeel, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, al-Tabaqat al-Awla, vol. 2, p. 337
17. Muhammad, 47:4
18. Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Qazvini, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Sadaqat, Bab al-Habas parents and employees, Dar-e-Ahya al-Kutub al-Arabiya, Faisal Isa al-Basi al-Halabi, Raqi al-Hadith: 2427
19. Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Sunan Al-Tirmidhi, Kitab al-Diyat, Bab Maja fi al-Habas fi al-Thama, Dar-ul-Gharb al-Islami, Beirut, 1998, Raqi al-Hadith: 1417
20. Muhammad ibn 'Abd al-Rahman, Tuhfat al-Ahoudhi Sharh Jami Tirmidhi, Kitab Abu'ab al-Niyat, Bab Maja fi al-Habas fi al-Thama, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Raqi al-Hadith: 1417
21. 'Abd al-Razzaq ibn Hamam, al-Lekhak, Kitab al-'Aql, Bab al-'Az Yaqtal al-'Abd al-'Umma, al-Majlis al-Ilmiyyah, al-Hind, al-Tabaqat al-Thaniya, 1403 AH, Raqat al-Hadith: 18139
22. Ibn Batal Abu l-Hasan 'Ali b. Khalaf, Sharh Sahih Al-Bukhaari Laban al-Batal Kitab al-Astqaraad wa'wada'a al-diyun wa'l-Hajar wa'l-Taflis Bab al-Rabat wa'l-Habas fi al-Haram, Dar al-Nashr Maktabat al-Rashd, al-Saudia al-Riyadh, al-Tabaqat al-Thaniya, vol. 6, p. 543
23. Al-Bayhaqi Ahmad ibn al-Husayn ibn 'Ali, al-Sunan al-Saghir al-Bayhaqi, Kitab adab al-qazi, Bab Ma'ali al-Qazi fi al-Khassum wal-Shuhud, Dar-ul-Nashr Jamiat al-Drasat al-Islamiyyah,KaratShi, Bakistan, al-Tabaqat al-Awla, 1410 AH, Raqi al-Hadith: 3260
24. Ibn Abi Shaybah, 'Abd Allah b. Muhammad, al-Lekhak fi al-Ahadith wa'l-Athar, Kitab al-Hadid, Bab Man Rukhs fi Circle of Wajza, Maktaba al-Rashad, al-Riyadh, Al-Tabaqat al-Awla, 1409 AH, Raqib al-Hadith: 28
25. 'Umar ibn Shaybah, Tarikh al-Madinah, Ibn Shaybah, Bab Ta'ala 'Uthman ibn Affan, Sayyid Habib Mahmood Ahmad, Jeddah, 1399 AH, vol. 3, p. 1024
26. 'Abd al-Razzaq ibn Hamam, al-Lekhak, Kitab al-Biwa, Bab al-Hibis fi al-Din, vol. 8, p. 306
27. Iddah , Kitab-ul-Ashraba, Bab Ashrab fi Ramazan wahlak al-Ras, Raqat-ul-Hadith: 17042
28. Abu Bakr ibn 'Ali, al-Jauharat al-Nira, Kitab al-Hajar, Bab-e-Anjaam, al-Mutabat al-Khairiyyah, al-Tabaqat al-Awla, vol. 1, p. 245
29. Muhammad bin Ahmad Shams al-Imaam, al-Mabsot, Kitab al-Kafala, Bab al-Hibis fi al-Din, Dar al-Ma'rafa, Beirut, Badun Al-Tababah, vol. 20, p. 88
30. Fakhr al-Dinal-Zayl al-Hanafi, 'Uthman b. 'Ali, Ta'byinal-Haqaq Sharh Qanz al-Daqaiq, Kitab al-Qazaa, Fasal fi al-Habas, Bab Unknown, al-Mutabat al-Kubra, Bolaq al-Qahra, al-Tabaqat al-Awla, vol. 4, p. 179. 180